قومی مزاج

ہمارا ایک اہم مسئلہ قومی مزاج کی اصلاح کا بھی ہے، من حیث القوم ہمارے اندر کچھ ایسی خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں جن کی اصلاح کے بغیر ہم ترقی کی منزلیں طے نہیں کر سکتے، کوئی دکان بناتا ہے تو اسے اپنی دکان کے جائز حدود پر قناعت نہیں ہوتی، اور وہ سائن بورڈ اور اشیاء خرید وفروخت اٹھا کر فٹ پاتھ یا سڑک پر رکھتا ہے، اسے یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ جس حصے کو اس نے اپنی دکان کا حصہ بنایا وہ قوم کی مشترکہ گذرگاہ ہے، اس کی دکان کا حصہ نہیں، اس کو صرف اپنی دکان سے دلچسپی ہے، قوم پر اس کے اس عمل سے کیا گذرتی ہے، اس کو اس کی کوئی پروا نہیں، قومی پارک بنائے جاتے ہیں تو ایک مہذب معاشرے کا سلوک وہاں نظر نہیں آتا، اس کے گملے ہم توڑ دیتے، اس کی گھاس نکال دیتے، اس کے بینچ اکھیڑ دیتے ہیں، اس کے ڈسٹ بن یا ٹوٹے ہوئے ہوتے ہیں اور اگر اکا دکا صحیح سالم ہو تو کچرا باہر اور کچرادان خالی ہوتا ہے، ایک جوس پینے والا اتنا بھی گوارا نہیں کرتا کہ اس کا ڈبہ کچرادان میں جا کر ڈال دے، وہ اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے وہیں سے یا تو کچرادان کا نشانہ لے گا جو اکثر اوقات ہدف تک نہیں پہنچ پاتا اور یا جہاں بیٹھا ہے وہیں خالی ڈبہ پھینک دے گا، اس کو اس بات کی قطعی پروا نہیں کہ اس کی اس حرکت سے ایک مشترکہ قومی ملکیت کی خوب صورتی متاثر ہوتی ہے اور اس طرح کرنا اس کے لیے جائز نہیں۔ اس کی دیواروں اور شفاف فرش پر کہیں پان کے دھبوں کی سرخی، کہیں نسوار کا سبزہ اور کہیں سگریٹ کی خاکستر ہمارے بگڑے ہوئے قومی مزاج کا پتہ دیتی ہے۔

سرکاری اسکول اور ہسپتال قوم کا مشترکہ سرمایہ ہیں، ان میں بھی یہی مزاج نمایاں ہے، سرکاری اسکول کی دیواروں، فرش، کرسیوں اور ڈیسک ایک ایک چیز سے ویرانی ٹپکتی ہے، اساتذہ حکومت سے بھرپور تنخواہ اور مراعات لیتے ہیں لیکن پڑھانے کے لیے ہفتہ میں ایک آدھ بار ہی چکر لگاتے ہیں، حاضری لگا کر دوسرے ذاتی کاموں میں لگ جاتے ہیں یا پرائیوٹ اداروں میں کام کرنے چلے جاتے ہیں۔ وہ سرکاری اسکولوں سے پیسہ کما کر اپنے بچوں کو پرائیوٹ اسکولوں میں پڑھاتے ہیں۔

سرکاری ہسپتال ناقص نظام اور غفلت کی وجہ سے موت کی آماجگاہ ہیں، اس ناقص نظام سے بھی مریض یا سفارش کے ذریعہ فائدہ اٹھاتا ہے یا تعلق کی بناء پر، نادار مریضوں کے لیے جو مفت دوائیں فراہم کی جاتی ہے، ہسپتال کا کرپٹ عملہ اسے میڈیکل اسٹوروں میں فروخت کر دیتا ہے اور ڈاکٹرز اپنے نام کے ساتھ سرکاری ہسپتال کے سرجن ہونے کی تختی لگا کر پرائیوٹ کلینک چمکانے کی تگ ودو میں لگے رہتے ہیں، انھیں یہ احساس نہیں ہوتا کہ ملازمت کے اوقات وہ قوم کے ہاتھ فروخت کر چکے ہیں اور ان اوقات کو کسی دوسرے کام میں لگانا درست نہیں...... منصوبہ سازی میں نقص نہیں، اصل مسئلہ منصوبے کو عملی جامہ پہنانے اور اس سے مہذب طریقہ سے فائدہ اٹھانے میں ہمارے بگڑے ہوئے قومی مزاج کے آڑے آنے کا ہے، مثلاً بیس کروڑ کی رقم سے کسی سڑک، کسی اسکول، کسی ہسپتال اور کسی پارک کا تعمیری منصوبہ مکمل کیا جائے، لیکن جب تک ان مشترکہ قومی چیزوں سے صحیح اور جائز طریقۂ استعمال کا قومی مزاج افراد میں پیدا نہ ہو، قوم اس سہولت سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔

ہماری ترقی کی راہ میں صرف وسائل کی کمی رکاوٹ نہیں بلکہ وسائل کا صحیح استعمال اور من حیث القوم ان کا درست طریقہ استعمال کی عدم تربیت بھی ہماری ترقی میں ایک بڑی رکاوٹ ہے، یہ تربیت ہمیں اسلام نے فراہم کی ہے اور اس قدر اعلیٰ طریقے سے فراہم کی ہے کہ اس سے بہتر کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا، لیکن ہم نے اسلام کی وہ اعلیٰ تربیت تیاگ دی ہے، نتیجتاً ہمارے قومی مزاج میں بگاڑ آ گیا اور یہی بگڑا ہوا مزاج ہماری ترقی کے لیے سد راہ ہے۔